جہادِ قسطنطنیہ اور یزید

محترم جاوید اسلام خان نے ذیل کا مضمون نقیب ختم نبوت کے قارئین کےلئے ارسال کیا ہے، حسنِ اتفاق سے یہی مضمون روزنامہ پاکستان لاہور کی ۶ اگست ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں بھی قطع وبرید کے ساتھ شائع ہوگیا۔ تاہم ذیل میں اصل مسودہ کے مطابق من وعن ہدیہ قارئین ہے۔ (ادارہ)

روزنامہ پاکستان (اسلام آباد اشاعت) کے ۵ جون کے شمارے میں دینی و اصلاحی کالم "تعمیر ملت" کے مستقل کالم نگار محترم ابوالحسنین نے ماہ محرم الحرام کے حوالے سے سیرت سیدنا حسینؓ پر روشنی ڈالی ہے۔ اپنے اسی کالم میں ان سے تاریخ اسلام کے ایک مشہور و معروف واقعہ کے بیان میں غلطی ہوئی ہے۔ ان سطور کا واحد مقصد اسی تاریخی مغالطے کا ازالہ ہے کہ جہاد قسطنطنیہ (استنبول) کی سپہ سالاری یزید بن معاویہؓ کے پاس نہیں کسی اور یزید نامی شخص کے پاس تھی۔

مذکورہ کالم میں ابوالحسنین صاحب لکھتے ہیں۔

"ایک اہم بات یاد رکھیں، قسطنطنیہ کے مبارک لشکر کی سرداری جس یزیدؓ (رضی اللہ عنہ کے الفاظ انہوں نے خود لکھے ہیں) نے کی تھی وہ یزید لعین نہیں کوئی اور یزیدؓ ہیں۔ اس یزید لعین سے قبل عرب میں یزید عام نام ہوا کرتا تھا۔ واقعہ کربلا کے بعد یہ نام برائے نام ہی رہ گیا۔ آج دنیا کے گوشے گوشے میں حسینؓ کا اسم مبارک گونج رہا ہے اور یزید و یزیدیت پر مسلسل لعنت برس رہی ہے اور برستی رہے گی۔"

ابوالحسنین صاحب نے نبی کریم ﷺ کی قسطنطنیہ پر پہلی بار حملہ کرنے والے لشکر کے جنتی ہونے کی بشارت کی وجہ سے اس لشکر کو "مبارک لشکر" تو قرار دے دیا مگر نہ جانے کیوں ان کی نظروں سے اس "مبارک لشکر" کے مجاہدین اور سپہ سالار کی تفصیلات رہ گئیں اور وہ اسے "کوئی اور یزید" سمجھ کر چل دئیے جس کی انہوں نے کوئی سند پیش کی نہ کوئی حوالہ، حالانکہ آپ حدیث اور تاریخ کی معروف و غیر معروف کتب دیکھ جائیے، اکثر کتب میں اس اہم واقعہ کی تفصیلات مل جائیں گی۔

جہاد قسطنطنیہ کی سپہ سالاری کی بحث میں جانے سے قبل ذرا اس کی اہمیت اور تاریخی پس منظر دیکھ لیجئے کہ جس اہمیت کے باعث اکثر محدثین اور مؤرخین نے اس غزوہ کا ذکر اپنی کتب حدیث و تاریخ میں کیا ہے۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کو مسیلمہ کذّاب وغیرہ جیسے جھوٹے مدّعیان نبوت سے نبرد آزما ہونا پڑا چونکہ ان باغیان اسلام کی پشت پناہی و حوصلہ افزائی اس وقت کی

ایرانی مجوسی حکومت کر رہی تھی (حضرت ابو بکر کے سرکاری خطوط ص ۴۹) اس لئے ان سے فراغت کے بعد ایک تو ایران کے سرحدی علاقوں پر تادیبی حملہ ناگزیر ہو گیا تھا دوسرا اسلام کے دوسرے طاقتور ہمسایہ روم، جس کا دارالحکومت اس وقت قسطنطنیہ تھا، کی ریشہ دوانیوں اور مسلمان علاقوں پر اس کے حملوں کا جواب بھی ضروری ہو گیا تھا جس نے آگے چل کر باقاعدہ فتوحات کی صورت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ عہدِ خلافتِ فاروقی میں نہ صرف ایران بلکہ روم و مصر وغیرہ کے بہت سے علاقے اسلام کے زیر نگیں آگئے۔ اسلامی فتوحات و تسخیر کا سلسلہ جاری تھا کہ اسلام کے خلاف خطرناک عجمی سازش کے ذریعے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کو شہید کر دیا گیا۔ ان کے بعد سیدنا عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو آپؓ نے بھی جہادی سرگرمیاں اور دشمنوں کی سرکوبی جاری رکھی۔ یہاں تک کہ آپؓ کے دورِ خلافت میں ایران کی مجوسی حکومت خاتمہ کو پہنچی۔

عہدِ عثمانیؓ میں حضرت معاویہؓ نے امیر المؤمنین سیدنا عثمانؓ سے پہلی "اسلامی بحریہ" کی تشکیل کی اجازت چاہی تاکہ بحری قوت حاصل کر کے دشمنوں سے بہتر طور پر لڑا جا سکے۔ امیر المومنینؓ سے اجازت مرحمت ہو جانے کے بعد حضرت معاویہؓ نے بڑی تندہی اور یکسوئی کے ساتھ ایک طرف جنگی جہازوں کی تیاری شروع کر دی اور دوسری طرف مسلمان فوجوں کی بحری تربیت کا معقول بندوبست کیا۔ اس طرح پانچ سو سے زائد جنگی جہازوں پر مشتمل یہ پہلا "اسلامی بحریہ" عالم وجود میں آیا اور ۲۸ ہجری میں حضرت امیر معاویہؓ نے اپنی زیر قیادت سمندر پار قبرص جیسے اہم یونانی علاقے پر اسلامی پرچم لہرایا۔

یہی وہ غزوہ ہے جس میں شریک ہونے والے تمام مجاہدین کو نبی کریم ﷺ نے بخاری کی روایت کے مطابق جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی۔ صحیح بخاری میں وہ روایت اس طرح ہے۔ سیدہ ام حرام بنت ملحانؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں۔

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اوّل جیش من امتی یغذون البحر قد واجبوا۔ قالت ام حرام قلتُ یا رسول اللہ انا فیھم (وفی روایۃ انس ص۳۹۲۔ ج۱۔ ادع اللہ، ان یجعلنی منھم فدعالھا) قال انت فیھم قالت ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوّل جیش من امتی یغذون مدینۃ قیصر مغفور لھم فقلت انا فیھم یا رسول اللہ! قال لا۔

بخاری جلد اوّل ص ۴۱۰

"میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کا سب سے پہلا وہ لشکر جو بحری جہاد شروع کرے گا، ان کے لئے جنت واجب ہے۔ حضرت ام حرامؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ان میں سے ہوں گی؟ بخاری ۳۹۲ ج ۱ کی حدیث بروایت حضرت انسؓ کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دیں۔ آپ ﷺ نے ان کے حق میں دعا کی اور

فرمایا تم ان میں سے ہو گی۔ ام حرامؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا کہ میری امت کا وہ پہلا لشکر جو قیصر کے دارالحکومت (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں ان میں سے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں"۔ صحیح بخاری میں کئی اور مقامات پر اس بات کی صراحت و وضاحت پائی جاتی ہے کہ ان ہر دو لشکروں کے ایمان افروز مناظر بھی جان نبی کریم ﷺ کو رویاء و خواب میں دکھائے گئے تھے۔ انہیں دیکھ کر ہی آپ ﷺ نے پیش گوئی کرتے ہوئے "قد وجبوا" اور "مغفور لھم" کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔

یہی وہ غزوہ ہے جس میں شمولیت کے لئے سیدہ ام حرامؓ نے نبی کریم ﷺ سے خصوصی دعا کرائی تھی۔ اس جہاد میں ابوذر غفاریؓ، ابودرد اور عبادہ بن صامتؓ جیسے اکابر صحابہؓ شامل تھے۔ سیدہ ام حرامؓ اپنے شوہر سیدنا عبادہ بن صامتؓ کے ساتھ شریک جہاد تھیں اور فتح قبرص کے بعد جب اسلامی لشکر واپس ہونے لگا تو آپؓ سواری کا خچر بدکنے سے گر کر شہید ہو گئیں۔ اس غزوہ کی تفصیلات بخاری ج ۲ ص ۹۳۰ اور علامہ ابن الاثیر جزری کی "اسد الغابۃ" ج ۵ ص ۵۷۵ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

شہادت سیدنا عثمانؓ سے لے کر خلافت سیدنا علی المرتضیٰؓ اور خلافت سیدنا حسنؓ کے دور پر آشوب تک فتوحات اسلامی اور جہاد اور دشمنوں کی سرکوبی کا سلسلہ مسلمانوں کی آپس کی رنجشوں کی وجہ سے منقطع رہا اور ۴۱ ہجری میں اموی خلافت کے قیام کے بعد جہاد اسلامی اور فتوحات کا سلسلہ از سر نو شروع ہوا۔ ایران کی فتح سیدنا عثمانؓ کے عہد خلافت میں مکمل ہوچکی تھی، لیکن روم کے بیشتر علاقوں پر اسلامی پرچم لہرائے جانے کے باوجود روم کی عیسائی حکومت کا پایہ تخت قسطنطنیہ ابھی تک باقی تھا جہاں سے وہ وقتاً فوقتاً مسلمان علاقوں پر حملہ آور ہوتے رہتے تھے۔ اس لئے حضرت امیر معاویہؓ نے فیصلہ کیا کہ عیسائی دارالحکومت قسطنطنیہ کو فتح کر کے رومیوں کی ریشہ دوانیوں کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع کر دیا جائے اور آپؓ نے ۴۹ ہجری میں قسطنطنیہ پر فوج کشی کا قطعی فیصلہ کیا اور اس کی امارت و سپہ سالاری حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کے سپرد کی، جس کی عمر اس وقت ۲۶، ۲۷ برس تھی۔

یہی وہ بقول ابوالحسنین "مبارک لشکر" ہے جس کی نبی کریم ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ اور اس میں شریک مجاہدین کو مغفور لھم قرار دیا تھا۔ ہمیں اس بات سے کوئی بحث نہیں کہ بشارت میں یزید بھی شامل ہے یا نہیں۔ اسی بشارت کی وجہ سے اس میں شامل ہونے کے لئے لوگ جوق در جوق دمشق آنے لگے جن میں عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، حسین بن علیؓ اور باوجود ۸۰ سال کی ضعیف العمری کے میزبان رسول ابوایوب انصاریؓ، رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہؓ نے مدینہ سے تشریف لا کر اس لشکر میں شمولیت اختیار فرمائی۔ یہ تاریخ کا وہ مشہور و معروف واقعہ ہے جس کے بے شمار شواہد حدیث اور تاریخ کی اہم ترین اور مقبول ترین کتابوں میں موجود ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا حوالہ درج

ذیل ہے۔

۱۔ امام الحدیث امام محمد بن اسمٰعیل بخاری فرماتے ہیں۔

قال محمود بن الربیع فحد ثنها قوما فیهم ابوایوب الانصاری صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی غزوة التی توفی فیها ویزید ابن معاویة بلیهم بارض الروم (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۵)

"محمود بن ربیعؓ کہتے ہیں کہ میں نے یہ روایت اس غزوہ قسطنطنیہ کے موقع پر لوگوں سے بیان کی۔ اس میں میزبان رسول اللہ ﷺ ابوایوب انصاریؓ بھی شریک تھے اور اسی میں ان کا وصال ہوا۔ اس لشکر کی کمان یزید بن معاویہ کے ہاتھ میں تھی۔"

۲۔ مشہور شارحین بخاری علامہ بدر الدین عینی اور علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

ان یزید بن معاویة غزا بلاد الروم حتی بلغ قسطنطنیه ومعه جماعة من سادات الصحابة منهم ابن عمر و ابن عباسؓ وابن زبیر وابوایوب الانصاریؓ وکانت وفاة ابوایوب الانصاری هناک قریباً من سور القسطنطنیه و قبرة هناک۔

(فتح الباری ج ۶ ص ۷۸ عمدۃ القاری ج ۱۴ ص ۱۹۹۔

"یزید بن معاویہؓ رومی علاقوں میں مصروفِ جہاد رہا۔ یہاں تک کہ وہ قسطنطنیہ تک جا پہنچا۔ اس کے ساتھ اکابر صحابہؓ بھی موجود تھے۔ جس میں عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ اور ابوایوب انصاریؓ شامل ہیں۔ اسی جہاد میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کی وفات ہوئی اور وہیں شہر کی فصیل کے پاس ان کی قبر ہے۔"

۳۔ علامہ قسطلانی تحریر فرماتے ہیں۔

کان اوّل غزا مدینة قیصر یزید بن معاویة ومعه جماعة من سادات الصحابة کابن عمرو ابن عباس وابن زبیر وابو ایوب الانصاری و توفی بها ابوایوب۔

قسطلانی جلد ۵ ص ۱۰۴ دارالفکر۔ قسطلانی بحوالہ حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۴۱۰

"قسطنطنیہ پر سب سے پہلے جہاد یزید بن معاویہ نے کیا۔ اس کے ساتھ کبار صحابہ کرامؓ کی جماعت بھی شریک تھی جس میں عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ اور ابوایوب انصاری شامل تھے اور ابوایوب کی وفات اسی میں ہوئی۔"

۴۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

کان الحسین یغذانی معاویة فی کل عام فیعطیة یکرمة وکان فی الجیش الذین غزوا القسطنطنیه مع ابن معاویة یزید (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۵۱)

"سیدنا حسینؓ، ہر سال امیر معاویہؓ کے پاس (دمشق) جایا کرتے تھے۔ وہ انہیں تحائف دیتے اور عزت و اکرام

کرتے اور سیدنا حسینؓ اس لشکر میں شریک تھے جس نے یزید بن معاویہؓ کے ساتھ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔"

۵۔ مشہور شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی حدیث بشارت قسطنطنیہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں۔

قال المھلب فی ھذا الحدیث منقبة المعاویة لانہ اوّل من غزا البحر و منقبة لولدہ لانہ اول من غزا مدینة قیصر۔

فتح الباری ج ۶ ص ۲۸ حاشیہ بخاری ص ۴۱۰

"مہلب لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت معاویہؓ کی فضیلت ہے اس لئے کہ انہوں نے پہلا بحری جہاد کیا اور آپؓ کے بیٹے کی فضیلت بھی ہے کیونکہ اس نے پہلی مرتبہ مدینۂ قیصر (قسطنطنیہ) پر چڑھائی کی۔"

۶۔ شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن تیمیہ تحریر فرماتے ہیں۔

ویزید ھذا ولی الملک ھو اول من غزا القسطنطنیہ غزا ھافی خلافة ابیہ معاویہ۔

(یزید ابن معاویہ ص ۳۷)

یہ یزید (اپنے والد کے بعد) خلیفہ ہوا اور اس نے اپنے والد حضرت معاویہؓ کی خلافت میں قسطنطنیہ پر پہلی مرتبہ چڑھائی کی۔"

۷۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔

فاول من غزا القسطنطنیہ جیش بعثھم معاویة وعلیھم ابنہ یزید وفیھم من سادات الصحابة ابوایوب الانصاری مخاصر وھا۔ (المنقی ص ۲۸۸)

"قسطنطنیہ پر پہلی بار حملہ کرنے والا لشکر حضرت معاویہؓ نے یزید کی قیادت میں روانہ کیا تھا۔ اس میں اکابر صحابہؓ میں سے حضرت ابوایوب انصاریؓ (وغیرہ) شامل تھے۔

۸۔ الاستیعاب میں ہے۔

وکان ابوایوب الانصاری مع علی ابن ابی طالب فی حروب کلھا ثم مات بالقسطنطنیہ من بلا دالر وم فی زمن معاویة کانت غزالة رآیة یزید بن معاوبة وھوکان امیر ھم یومیذ ۔ (ج ص ۱۵۷)

"حضرت ابوایوب انصاریؓ حضرت علی ابن ابی طالب کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک تھے اور خلافت امیر معاویہؓ میں رومی شہروں میں وفات پائی۔ اس جنگ میں لشکر کی کمان یزید بن معاویہ کے ہاتھ میں تھی۔

۹۔ مشہور مؤرخ محمد بن جریر طبری کا بیان ہے۔ "یزید بن معاویہؓ نے روم میں جنگ کی یہاں تک کہ قسطنطنیہ تک پہنچ گیا ابنِ عباسؓ و ابن عمرؓ و ابن زبیرؓ و ابوایوب انصاریؓ اس کے ساتھ تھے۔(" تاریخ طبری اردو ج ۴ ص ۸۶۔ ")

۱۰۔ تاریخ ابن خلدون ص ۱۰ ج ۳ (طبع مصر) پر مرقوم ہے کہ "یزید بن معاویہ" بحثیت امیر الجیش اس

(بقیہ ص ۱۰ پر)